ہماری کاوشیں
زیر سرپرستی
حضرت علامہ مولانا
محمد صادق سیالوی صاحب
مہتمم جامعہ اسلامیہ انوار مصطفیٰ
قرآن کی دنیا
5
بارگاہ رسالت سے چند پھول
7
فصل لربک وانحر
9
اسلام میں ادب کا مقام
11
علم کی فضیلت واہمیت
13
قربانی کی فضیلت
22
اسلام اور سائنس
15
جنتی لاٹھی
26
جامعہ اسلامیہ انوار مصطفیٰ

فہرست

میرا فخر میرا جامعہ

اداریہ

محمد عمر سلیمان مدنی قادری 0333-2393786

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عطا ہوتی ہے ان لوگوں پر جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لئے منتخب فرمالیتا ہے۔
اور یہ وہی خاص لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور قرب نصیب ہوتا ہے اور نبی آخر الزماں کی اطاعت کو وہ اپنا فخر اور خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔اور اطاعت محبوب خدا کو اپنی خوش نصیبی سمجھنا ہی حقیقی خوش نصیبی ہے۔اور تاریخ گواہ ہے جنہوں نے بھی آپ ﷺ کی غلامی میں زندگی بسر کرلی ان کا جینا تو ہوتا ہی حقیقی جینا ہے جبکہ ان کا مرنا بھی ان کو مار نہیں سکتا اور وہ مر کر بھی امر ہو جاتے ہیں۔اور ہمیشہ کے لئے ان کے نام کی پہچان عشق خدا و رسول ہی کو سمجھا جاتا ہے۔
ایسی ہی کچھ شخصیات میں ایک عظیم ہستی استاذی محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صادق سیالوی صاحب ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور ان کا سایہء محبت و شفقت تادیر ہمارے سروں پہ قائم رکھے۔
(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)
ان ہی کی محبتوں اور کاوشوں کا ثمر ہے کہ شہر کمالیہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ انوار مصطفی ﷺ شب و روز دین متین کی خدمت کی سعادتیں اپنے دامن میں سمیٹ رہی ہے اور علم دین کی بہاریں لُٹا رہی ہے۔اس عظیم درسگاہ سے ہر سال بہت سے طلباء علم دین سیکھ کر ایک حافظ باعمل اور عالم باعمل کی صورت میں مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔
جو کہ دینی و دنیوی معاملات و مسائل میں عوم الناس کی شرعی راہنمائی فرماتے ہیں، منبر و محراب کی زینت بنتے ہیں، مدرس بن کر قرآن و سنت کی تعلیم عام کرتے ہیں اور کچھ امامت کے فرائض سر انجام دیتے ہیں۔
اسی لئے راہنمائی کے ان تمام درجات کے لئے جامعہ ھذا میں مختلف شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔
جن میں سے چند شعبہ جات یہ ہیں۔
(۱)۔شعبہ حفظ و ناظرہ برائے طلباء
(۲)۔شعبہ حفظ و ناظرہ برائے طالبات
(۳)۔شعبہ تجوید القرآن
(۴)۔شعبہ ترجمہ وتفسیر قرآن
(۵)۔شعبہ درس نظامی برائے طلباء (متوسطہ سے عالمیہ تک)
(۶)۔شعبہ درس نظامی برائے طالبات (متوسطہ سے عالمیہ تک)
(۷)۔شعبہ عصری تعلیم (مڈل تا ایم۔اے)
اس کے علاوہ طالبات کے لئے ایک سلائی، کڑھائی سنٹر کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔اور ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں مزید امت کی فلاح دارین کے لئے دیگر شعبہ جات کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔
اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ سلسلہ ''ہماری کاوشیں'' ہے۔جس کے تحت طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور ان میں دین متین کی خدمت کے جذبہ کے تحت کتب نویسی اور دین میں ریسرچ کے جذبے کو فروغ دینا ہے تاکہ ادارہ ھذہ کے طلباء مستقبل میں علماء باعمل بن کر دین اور عوام کی خدمت تحریری وتقریری دونوں انداز

میں کرسکیں۔
کاوشوں کے اس سلسلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و عنایت سے پُر امید ہیں کہ جہاں طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوگا وہیں یہ کاوشیں دوسرے لوگوں کے لئے بھی دین و دنیا سنوارنے کی راہ میں یقیناً مشعل راہ سے کم ثابت نہیں ہوں گی ۔کیونکہ ہمارے ادارے کا مشن امت کی خیر خواہی کا جذبہ ہے ۔اس لئے اس میں دین ہو یا دنیا، قبر ہو یا آخرت سب ہی پہلوؤں کو لے کر چلنے کی سوچ ہے۔
اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ذہنی، قلبی اور روحانی یعنی ظاہری و باطنی سکون محسوس کریں گے۔ اور اس کے مطالعہ سے آپ کو علم دین حاصل ہوگا اس لئے امید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کے مطالعہ سے علم دین سیکھنے کا اجر اور عمل صالح کی صورت میں عمل کا اجر بھی عطا فرمائے گا۔
اس سارے سفر میں آپ کی محبتوں اور آپ کی دعاؤں کی بے حد ضرورت ہے اس لئے دعا کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے اور آپ کے اس ادارے ،اس جامعہ کو تا قیام قیامت آباد و شاد رکھے۔ اور یہ ادارہ اسی طرح دین وملت کی راہنمائی کے لئے کوشاں رہے۔
اور مزید دعائے خیر فرمایئے استاذی محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صادق سیالوی صاحب کیلئے کہ جن کے دم قدم سے یہ علم کی شمعیں روشن ہورہی ہیں اور علم کی بہاریں لوٹی اور لٹائی جارہی ہیں۔ اور یہ تمام سلسلے جاری وساری ہیں۔
اپنے بچوں اور بچیوں کو دنیا و آخرت کی بہتری اور محبت وعشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لئے جامعہ اسلامیہ انوار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کروائیں۔

ہماری کاوشیں

تیری رحمت کے بن خدایا کچھ کارگر نہیں
جتنا بھی اعلیٰ فن ہو اُس کا ثمر نہیں

مولا یہ کاوشیں ہیں تیری عطا کا صدقہ
وگرنہ ہمیں تو خود اپنی خبر نہیں

تو جو دے اثر تو بدل دیں یہ زندگی
وگرنہ ہمارے لفظوں میں ایسا اثر نہیں

صدقہ در حبیب ان لفظوں کو دے بقاء
تیرے سوا عطا کا کوئی اور در نہیں

جتنا بھی لاجواب ہو کسی کام کا نہیں
جس کام میں خدا کی رضا عؔمر نہیں

اس میگزین ''ہماری کاوشیں'' سے متعلق اپنی آراء ان واٹس ایپ نمبرز پر بھیجئے ۔یقیناً آپ کی آراء ہمارے لئے اس کاوش میں بہتری کا سبب بن سکتی ہیں ۔ہم آپ کی رائے ،آپ کی تنقید یا آپ کی حوصلہ افزائی کو خلوص دل سے قبول کریں گے۔
(ان شاء اللہ عزوجل)
0333-2393786
0342-1400418

حمد

محمد عمر سلیمان مدنی قادری

ابتدائے سخن بنام کریم   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہے واحد بھی وہ یکتا بھی ہے   نظر میں سبھی کو وہ رکھتا بھی ہے

مالک سبھی کا ہے سب سے عظیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہے گل میں بھی اور گلزار میں   رنگ و بُو میں بھی اور انوار میں

کرتی ہے ذکر اس کا بادِ نسیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہے خالی سبھی کے وہ دامان بھرتا   کرم کی نگاہ وہ سبھی پہ ہے کرتا

رحمان ہے وہ رحیم و کریم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ مالک و خالق وہ بے نیاز بھی   اس پہ عیاں ہیں سبھی راز بھی

جانتا ہے وہ سب علیم الحکیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ مالک، رؤف، رحیم بھی ہے   وہی سب سے اعلیٰ، عظیم بھی ہے

ہے مشکل کشا وہ فتاح العلیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عمؔر بخدا وہی ہے خدا   عمؔر ہے اسی کی رضا میں بقاء

ہر حکم خدا کی ہے لازم تعظیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعت

محمد عمر سلیمان مدنی قادری

نبی کے جو بھی غلام ہو ں گے ان کا اعلیٰ مقام ہوگا
سمجھنا ان کو گدا کبھی نہ ان کا شاہوں میں نام ہو گا

نبی کی نسبت کو جو نہ سمجھے بخدا میری بات سن لو
ہوتا ہو گا ایمان اسکا مگر وہ ایمان خام ہو گا

اطاعتِ مصطفیٰ میں جو بھی عمر اپنی گزارڈا لے
میرا عقیدہ ہے بخدا وہ زمانے بھر کا امام ہو گا

جو جائے مسجد میں سجدہ کرنے وہ پکا اپنا یقین کر لے
سجدوں میں اس کو خدا ملے گا یہی اس کا انعام ہوگا

قرآں کو کھولو تو سن لو یارو دل میں ایسا سوچ لینا
قرآں کی صورت خدائے واحد مجھ سے بھی ہمکلام ہوگا

جو بھلا دیں اپنی چاہت شہہ دیں کی چاہتوں میں
میر الیقیں ہے نزولِ رحمت اس پہ ہر صبح وشام ہو گا

پڑھے درود و سلام عمؔر جو خدا کے پیارے نبی پہ ہر دم
قسم خدا کی خدا کی جانب سے اس پہ ہر دم سلام ہو گا

انتخاب: محمد عمر سلیمان مدنی قادری 0333-2393786

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (۲)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ (سورہ الانفال آیت 2 پارہ 9)

{اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ: ایمان والے وہی ہیں۔}

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کامل ایمان والوں کے تین اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(خازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۲، ۲ / ۱۷۵-۱۷۶۔)

کامل ایمان والوں کے تین اوصاف:

اس آیت میں اپنے ایمان میں سچے اور کامل لوگوں کا پہلا وصف یہ بیان ہوا کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا خوف دو طرح کا ہوتا ہے:

(1) عذاب کے خوف سے گناہوں کو ترک کر دینا۔

(2) اللہ کے جلال، اس کی عظمت اور اس کی بے نیازی سے ڈرنا۔

پہلی قسم کا خوف عام مسلمانوں میں سے پرہیزگاروں کو ہوتا ہے اور دوسری قسم کا خوف انبیاء و مرسلین، اولیائے کاملین اور مقرب فرشتوں کو ہوتا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ سے جتنا زیادہ قرب ہوتا ہے اسے اتنا ہی زیادہ خوف ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر، الانفال، تحت الآیۃ: ۲، ۵ / ۴۵۰ ملتقطاً۔)

جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں تم سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والا ہوں۔

(بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: انا اعلمکم باللہ، ۱ / ۱۸، الحدیث: ۲۰۔)

خوفِ خدا سے متعلق آثار

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ درخت پر پرندے کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے پرندے! تیرے لئے کتنی بھلائی ہے کہ تو پھل کھاتا اور درخت پر بیٹھتا ہے کاش! میں بھی ایک پھل ہوتا جسے پرندے کھا لیتے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر اللہ عزّوجل، ص ۸۱، رقم: ۲۴۰۔)

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرمایا: کاش! میں ایک تنکا ہوتا۔ کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔ کاش! میں بھولا بسرا ہوتا۔

(کتاب الزہد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر اللہ عزّوجل، ص ۷۹، رقم: ۲۳۴۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مومن بندے کی آنکھ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے آنسو نکلے، خواہ وہ مچھر کے سر جتنا ہو، پھر وہ آنسو رخسار کے سامنے کے حصے کو مس کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحزن والبکاء، ۴/۴۶۷، الحدیث: ۴۱۹۷۔)

دوسرا وصف یہ بیان ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیات سن کر اُن کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں ایمان میں زیادتی سے ایمان کی مقدار میں زیادتی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ایمان کی کیفیت میں زیادتی ہے۔

تیسرا وصف یہ بیان ہوا کہ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے تمام کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دیتے ہیں، اس کے علاوہ کسی سے امید رکھتے ہیں اور نہ کسی سے ڈرتے ہیں۔ (خازن، الانفال، تحت الآیۃ: ۲، ۲/۱۷۶۔)

توکل کا حقیقی معنی اور توکل کی فضیلت

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''توکل کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوششوں کو مُہمَل چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ توکل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اَسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی تائید اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔

(تفسیر کبیر، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۵۹، ۳/۴۱۰۔)

اس کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے چنانچہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ایک شخص نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا ''تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔

(ترمذی، کتاب صفۃ یوم القیامۃ، ۶۰-باب، ۴/۲۳۲، الحدیث: ۲۵۲۵۔)

اور توکل کی فضیلت کے بارے میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر جنتر نہیں کرتے، فال کے لیے چڑیاں نہیں اڑاتے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ، ۴/۲۴۰، رقم ۶۴۷۲۔)

آپ بھی جانئیے؟

اللہ تعالیٰ

سوال: اللہ عزَّوجَلَّ کے ''مَالِكُ عَلَى الْإِطْلَاق'' ہونے کا کیا معنی ہے؟

جواب: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزَّوجَلَّ جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے، اُس پر کچھ واجب نہیں۔

سوال: مُفَسِّرِین کرام نے اسمِ جلالت ''اللہ'' کے کیا معانی بیان فرمائے ہیں؟

جواب: مُفَسِّرِین نے اس لفظ کے یہ معانی بیان فرمائے ہیں:

(1) عبادت کا مستحق (2) وہ ذات جس کی مَعْرِفَت میں عقلیں حیران ہیں (3) وہ ذات جس کی بارگاہ میں سُکون حاصل ہوتا ہے (4) وہ ذات کہ مصیبت کے وقت جس کی پناہ تلاش کی جائے۔

سوال: اللہ عزَّوجَلَّ کے دو صفاتی ناموں ''رَحْمٰن'' اور ''رحیم'' کے کیا معنی ہیں؟

جواب: رحمٰن کا معنی ہے: نعمتیں عطا کرنے والی وہ ذات جو بہت زیادہ رحمت فرمائے اور رحیم کا معنی ہے: بہت رحمت فرمانے والا۔

سوال: کسی کو ''رحمٰن'' یا ''رحیم'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو رحمٰن کہنا جائز نہیں جبکہ رحیم کہا جا سکتا ہے جیسے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رحیم فرمایا ہے۔

علامہ مفتی محمد رمضان فرید قصوری صاحب 0300-3333738

مظلوم کی بددعا سے بچنا

عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّھَا لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے ڈرنا بے شک اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

(صحیح بخاری باب الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم جلد 1 صفحہ 331 قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث شریف میں کسی پر ظلم کرنے اور مظلوم کی دادرسی نا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کیوں کہ مظلوم کی بددعا ان دونوں صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا ہے تو یقیناً مظلوم مجبور ہو کر اس کے خلاف بددعا کرے گا اور اگر کوئی شخص خود ظلم نہیں کرتا لیکن وہ اس کی دادرسی بھی نہیں کرتا حالانکہ وہ اس منصب پر فائز ہے تو وہ بھی مظلوم کی بددعا کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح وہ مظلوم کی بجائے ظالم کی مدد کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمائی جن کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا گیا تھا چونکہ آپ نے مقدمات کے فیصلے کرنا تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص طور پر یہ ہدایت دی۔ یہ بات واضح اور مسلم ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت عدل کرنے والے لوگ تھے اور وہ اپنے فیصلوں میں ظلم و زیادتی کو جگہ نہیں دیتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفوس قدسیہ کو مخاطب کر کے آنے والے لوگوں کو متنبہ فرمایا۔

ظلم کا معنی کسی پر زیادتی کرنے کا ہوتا ہے یہ زیادتی اس کا مال غصب کرنے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کو قیامت کی تاریکیوں اور اندھیروں میں سے ایک اندھیرا قرار دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جب انسان روشنی کا متلاشی ہوگا تو ظالم اندھیروں کی وادیوں میں بھٹک رہا ہوگا اور وہ روشنی سے محروم ہوگا۔

محدث ابن جوزی نے کہا ہے کہ ظالم آدمی دو گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے یعنی ظلم دو قسم کے گناہوں پر مشتمل ہے پہلی بات دوسروں کا حق ناحق طور پر لینا اور دوسری بات اپنے رب کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے ساتھ لڑائی کرنا اور ہر گناہ یعنی ظلم تمام گناہوں سے بدتر ہے کیونکہ ظلم ایسے شخص پر کیا جاتا ہے جو کمزور ہوتا ہے اور اس کو کسی کی مدد حاصل نہیں ہوتی علاوہ ازیں ظلم کی اٹھان ظلمت قلب یعنی دل کی تاریکی سے ہوتی ہے کیوں کہ اگر اس شخص کا دل نور ہدایت سے معمور ہوتا تو وہ ظلم کا مرتکب نہ ہوتا یہی وجہ ہے کہ متقی لوگ جن کے دل تقوی کے نور سے منور ہوتے ہیں کسی پر ظلم نہیں کرتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم دیا مریض کی عیادت کرنا جنازوں کے ساتھ جانا چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی یرحمك اللہ کہنا سلام کا جواب دینا مظلوم کی مدد کرنا دعوت دینے

والے کی دعوت قبول کرنا اور قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ گویا مظلوم کی مدد کرنا مسلمان کے حقوق میں سے ایک عام حق ہے جب کوئی شخص کسی پر ظلم کرتا ہے تو وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ یہ شخص کمزور اور میں طاقتور ہوں اور اسے مجھ سے بدلہ لینے یا اپنا حق بچانے کی طاقت حاصل نہیں ہے لہٰذا اسے کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور وہ بلاخوف وخطر اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے اگر اس کے دل میں خوف خدا ہو قیامت کے دن جوابدہی کا خیال دامن گیر ہو تو وہ کبھی کسی مظلوم کو ظلم کا نشانہ نہ بنائے لیکن جب وہ اس جذبہ اور عقیدہ سے عملاً خالی ہوتا ہے تو ظلم کرتا ہے۔ تو دوسری صورت حکومت وقت سے انصاف کی توقع ہوتی ہے عدالت کا عدل اسے ظلم سے روکتا ہے اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو مظلوم کی بد دعا سے بچنے کا حکم دے کر تمام حکمرانوں اور فیصلہ کرنے والوں کو یہ ہدایت جاری فرمائی اور بتایا کے مظلوم کی داد رسی کے لئے تمہارے دروازے بھی بند ہوگئے تو پھر اس کا آخری سہارا بارگاہ خداوندی ہے اور مظلوم جب اپنے خالق و مالک کا دروازہ کھٹکھٹائے گا تو اس کا استغاثہ صرف ظالم کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ ظالم کے حوصلے بلند کرنے والے اور مظلوم کی پریشانیوں میں اضافہ کرنے والے لوگوں کے خلاف بھی ہوگا اور اب مظلوم کی اس کے خلاف بد دعا اور بارگاہ خداوندی سے قبولیت کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا یعنی اس کی دعا کو اللہ تعالی فوراً قبول فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

انصُرْ اخاكَ ظالمًا او مظلومًا

اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم

صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ مظلوم کی مدد تو ٹھیک ہے ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنا ہے گویا جب کوئی حاکم مظلوم کی مدد کرتا ہے تو اس سے چار فائدے حاصل ہوتے ہیں نمبر ایک مظلوم کو اس کا حق مل جاتا ہے نمبر دو ظالم آئندہ کے لیے دوسروں پر ظلم کرنے سے باز آجاتا ہے اور یوں وہ جہنم کی آگ سے بچ جاتا ہے تین دوسرے لوگ ظلم کا شکار ہونے سے محفوظ رہتے ہیں 4 عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے والا حاکم یا قاضی مظلوم کی بد دعا سے بچ جاتا ہے۔

ظالم اور مظلوم کی تفصیل میں جانا چاہیں تو اس کی بے شمار صورتیں سامنے آتی ہیں اگر کوئی آجر اجیر کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کی کوئی جائز مزدوری نہیں دیتا تو یہ بھی ظلم ہے اگر کوئی استاد اپنے شاگردوں کو مناسب طریقے سے تعلیم نہیں دیتا اور ان کا علمی نقصان کرتا ہے تو یہ بھی ظلم ہے اگر کوئی شخص منصب دعوت و ارشاد کی زینت ہے لیکن اپنی ذمہ داری کو کما حقہ پورا نہیں کرتا علم و ہدایت کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے اس کے پاس آتے ہیں لیکن وہ ان کی علمی اور روحانی رہنمائی کرنے کے بجائے صراط مستقیم سے روگردانی کی راہ دکھاتا ہے تو یہ عمل بھی ظلم ہے بہر حال ظلم کی راہ روکنا اور اگر ظلم ہو رہا ہو تو مظلوم کی دادرسی کرنا ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کا ضامن ہے کبھی بھول کر بھی کسی سے نہ کرو سلوک ایسا جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا۔

آپ بھی جانئیے؟

نبوّت

سوال: نبی کو خواب میں بتائی جانے والی چیز کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے جیسے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خواب میں حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی قربانی کا حکم ہوا۔

سوال: ارہاص کسے کہتے ہیں؟

جواب: نبی سے قبلِ نبوّت جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے ارہاص کہتے ہیں۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَر

(علامہ مفتی محمد سلیم اعوان صاحب)

حدیث: مَنْ وَجَد سَعَةً فلم يُضَحِّ فلا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

ترجمہ: جس کے پاس قربانی واجب ہونے کے بقدر مال تھا اور اس نے قربانی نہیں کی وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے۔

10، 11، 12 ذوالحجہ کے دن جانور کی قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام نفلی صدقات سے افضل عمل ہے۔ ان تین دنوں میں دیگر صدقات وفلاحی وسماجی امور کو اگر قربانی کی جگہ پر کیا جائے تو قبول نہ ہوں گے۔ کیوں کہ قربانی واجب ہے اور واجب چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا عبث ہے۔

گزشتہ سطور میں لفظ گزرا (بقدر مال) اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص یا عورت جس کے پاس اپنی ضرورت کے ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر روپیہ یا مال تجارت، گاڑی مکان، پلاٹ، سامان وغیرہ موجود ہوں۔ (اس پر قربانی واجب ہے)

ضرورت کا تعین کیسے ہوگا:

کپڑے (لباس): سردی گرمی میں استعمال کے سوٹوں کے علاوہ جتنے بھی ہیں ضرورت سے زائد ہوں گے۔

اشیاء استعمال: روزمرہ برتنے کی اشیاء کے علاوہ جتنا بھی سامان ہے زائد میں شمار ہوگا۔

گاڑی: روزمرّہ استعمال میں رہنے والی کے سوا باقی تمام گاڑیاں زائد میں شمار ہوں گی۔

مکان: اگرچہ ایک ہی ہو اور اس میں بھی رہائش ہو مگر اس کے استعمال کے کمروں کے علاوہ خالی کمرے ہیں اس میں سے کچھ کرائے پر دیئے ہوئے ہیں تو بھی زائد ہی ہوں گے۔

پلاٹ: اگرچہ بیچنے کی نیت نہ بھی ہو پھر بھی زائد ہوں گے۔

نوٹ:

زکوۃ کے واجب ہونے اور قربانی کے واجب ہونے میں فرق ہے قربانی ہر عاقل، بالغ، مسلمان، آزاد، مقیم پر واجب ہے۔ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے برابر مال ہو۔ اگر ایک گھر میں تین یا چار یا پانچ افراد کمانے والے ہیں اور مال بھی ہے تو تمام پر قربانی واجب ہوگی، صرف ایک فرد کے قربانی کرنے سے باقی تمام افراد سے ساقط نہ ہوگی۔

حلال جانور کے نا کھائے جانے والے اعضاء:

(1) رگوں کا خون (2) پتہ (3) مثانہ (4) نر کی علامت (5) معدہ کی علامات (6) کپورے (7) غدود (8) حرام مغز (9) گردن کے پٹھے (01) جگر یعنی (کلیجی کا خون) (11) تلی کا خون (12) گوشت کا خون (جو ذبح کے بعد بہت سا نکلتا ہے) (13) دل کا خون (14) پتہ میں موجود رزد رنگ کا پانی (15) ناک کی رطوبت (16) پاخانہ کا مقام (17) اوجھڑی (18) آنتیں (19) نطفہ (20) نطفہ اگرچہ خون بن جائے (21) ایسا نطفہ جو گوشت بن جائے (رحم کے اندر موجود گوشت) جانور کا بچہ جو مرا ہوا پیدا ہوا یا ذبح سے پہلے مرگیا۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تلی نہیں کھانی چاہیے۔ تلی مکروہات میں

شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اندر موجود خون کی ممانعت ہے۔اسی طرح گوشت کے ساتھ لگا ہوا خون اور اس میں موجود خون کو صاف کرنا ضروری ہے۔اوجھڑی اکثر لوگ کھاتے ہیں مگر یہ ممنوع ہے۔کیونکہ اس میں غلاظت جمع ہوتی ہے۔اسی طرح آنتیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔ فانظروایااولی الالباب

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔علم کی فضیلت

لہٰذاانسانی جسم میں دل بادشاہ اور حاکم کی مثل ہے۔جسم اس کی سلطنت، جاگیر اور شہر ہے آپ جانتے ہیں کہ اگر حاکم اچھا ہوتو سلطنت میں امن اور سکون ہوتا ہے۔ اسی لئے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشادفرمایا:

اذا صلح صلح الجسد كله واذا فسد فسد الجسد كله الا وهي القلب"

کہ جب تک وہ درست رہے سارا جسم ہی درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے سن لو کہ وہ دل ہے۔

اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حاکم کا درست ہونا وزیر پر موقوف ہے۔وزیر درست ہوگا تو حاکم درست ہوگا لہٰذاانسانی جسم میں عقل دل کو نصیحت کرنے والے مشیر اور عقلمند وزیر کی مثل ہے۔اب عقل دو حال سے خالی نہ ہوگی اچھی حکمت والی ہوگی یا بری مکاری والی ہوگی۔

اگر عقل مکار ہوگی تو دل کو مشورہ مکاری کا دے گی اور دل اعضاء کو حکم مکاری وچالاکی کا دے گا۔جس سے جسم فساد کا شکار ہوجائے گا اور روح برباد ہوجائے گی۔

اگر عقل اچھی حکمت والی ہوگی تو دل کو مشورہ اچھا دے گی اور دل اعضاء کو حکم اچھا نیکی والا دے گا جس سے جسم میں امن سکون سلامتی اور روحانیت پیدا ہوگی۔

اب عقل کا اچھی، نیک اور حکمت والی ہونا علم پر موقوف ہے کیونکہ علم سے ہی عقل اچھے اور برے میں تمیز کرکے دل کو اچھا اور نیک مشورہ دیتی ہے۔اسی لئے حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"القلب ميت وحياته بالعلم"

دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم میں ہے۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ جب عقل اچھی ہوگی تو دل اچھا ہوگا اور جب دل اچھا ہوگا تو انسان اچھا ہوگا جب انسان اچھا ہوگا تو معاشرہ اچھا ہوگا لہٰذا ثابت ہوا کہ معاشرے میں امن سکون سلامتی پیدا کرنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم۔

انتباہ: علم حاصل کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ طالب علم بن کر کسی مدرسہ میں اپنا نام لکھائے اور پڑھے جیسا کہ رائج ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علمائے اہلسنت سے ملاقات کرکے شریعت کا حکم ان سے معلوم کرے یا معتبر اور مستند کتابوں کے ذریعہ سے حلال و حرام اور جائز وناجائز کی جانکاری حاصل کرے۔

اللہ رب العزت ہمیں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے زندگی کامل اسلام والی اور موت کامل ایمان والی عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اسلام میں ادب کا مقام

علامہ محمد فضل دین صابری صاحب 0316-1685270

ارشاد باری تعالی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

ترجمہ: اے ایمان والو تم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔(القرآن)

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیوں کے ادب و تعظیم کا حکم فرمایا ہے:

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

ترجمہ: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔(القرآن)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ شعائر اللہ کا ادب اور تعظیم اسلام کا ایک بڑا حصہ ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے نزدیک ادب اور تعظیم کا کیا درجہ ہے؟

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

"الاسلام کله ادب" یعنی اسلام مکمل ادب ہے۔

ہمارے اسلام میں بے ادبی کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔

حضرات! ہر چیز کی تعظیم اس کے مناسب کی جائے گی جیسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور تعظیم یہ ہے کہ ان کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی نافرمانی سے باز رہا جائے وغیرہ۔

کعبہ معظّمہ کا ادب یہ ہے کہ اس کی طرف پاؤں لمبے نہ کیئے جائیں اور منہ یا پشت کر کے پاخانہ یا پیشاب نہ کیا جائے، ننگے جسم منہ یا پیٹھ کر کے نہایا نہ جائے، اس طرف منہ کر کے تھوکا نہ جائے وغیرہ۔

مسجد کا ادب یہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں اس میں داخل نہ ہوا جائے اور اس میں دنیاوی گفتگو نہ کی جائے وغیرہ۔

ماہ رمضان کا ادب یہ ہے کہ اس مہینے میں روزہ و تلاوت قرآن مجید کا پابند رہے اور اگر معذور روزہ نہ بھی رکھے تب بھی سب کے سامنے نہ کھائے پیئے وغیرہ۔

قرآن مجید کا ادب یہ ہے کہ خاموشی سے سنے اور باادب اس کی تلاوت کرے وغیرہ۔

صحابہ کرام کا ادب:

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

اتيت النبي صلى الله عليه واله وسلم واصحابه حوله كانما على رؤوسهم الطير"

ترجمہ: میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور صحابہ آس پاس بیٹھے تھے ایسے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

معزز قارئین! محبوب خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام سمجھنا ہے اور بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام سیکھنا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ سے سیکھئے ملاحظہ فرمایئے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ درمیان نماز آقا علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ حضور کے ادب

کی وجہ سے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔نماز کے بعد آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تجھے کس چیز نے روکا تھا تو ثابت رہتا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو لائق نہ تھا کہ نماز پڑھائے اللہ کے رسول کے آگے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 صفحہ 94)

نام مبارک کے ادب کی وجہ سے دوسو برس کا گناہ گار بخشا گیا:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت بڑا گناہ گار تھا جس نے دو برس تک اللہ تعالی کی نافرمانی کی، جب وہ شخص مرگیا تو لوگوں نے اس کو ایسی جگہ پھینک دیا جہاں شہر کی گندگی کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔

اس وقت حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس شخص کو گندی جگہ سے اٹھا کر لاؤ اور اس کو غسل دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھو اور قبرستان میں دفن کرو۔

حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں۔کہ وہ شخص دوسو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: کہ یہ سچ ہے لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ تورات کھولتا۔

"وینظر اسم محمد صلی الله علیه وسلم قبله ووضعه علی عینیه وصلی علیه فشکرت ذلك له و غفرت ذنوبه و زوجته سبعین حوراء"

(حلیۃ الاولیاء یا ابونائن سیرۃ حلبیہ جلد 10 معارج النبوۃ صفحہ 42)

اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور اس پر درود پڑھتا اس لیے میں نے اس کو بخش دیا اور 70 حوریں اس کے نکاح میں دیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا ادب:

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی چالیس سال تک مدینہ طیبہ میں رہے مگر کبھی پاخانہ اور پیشاب نہ کیا اور نہ ہی اپنے پاؤں میں جوتے اور چپل پہنے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے پاس جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے تھے جن کی وجہ سے یہاں تک کہ کچھ لوگوں پر گراں گزرتا تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا مقام میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہرگز انکار نہ کرتے وہ جو مجھ پر تم دیکھتے ہو۔

(شفاء شریف جلد نمبر 2 صفحہ 33)

آپ بھی جانئیے؟

سوال: جن انبیائے کرام عَلَیْہِم السَّلَام کے نام قرآنِ پاک میں آئے ہیں ان میں سے 12 کے نام بتایئے؟

جواب: (1) حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام (2) حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام
(3) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام (4) حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام
(5) حضرت اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام (6) حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام
(7) حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام (8) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام
(9) حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام (10) حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام
(11) حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلَام
(12) حضور سَیِّدُ المرسلین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

علم کی فضیلت واہمیت

محمد اویس چشتی سیالوی 03421400418

اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ علم کی فضیلت، اہمیت اور عمدگی معلوم ہو۔ جو درحقیقت فضیلت کا مفہوم اور اس کی مراد جانے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ مثلاً وہ شخص جو یہ جاننا چاہتا ہو کہ زید ڈاکٹر ہے یا نہیں؟ لیکن وہ ڈاکٹر کے معنیٰ اور اس کی حقیقت سے واقف نہیں تو ایسا شخص ضرور غلط نتیجہ تک پہنچے گا۔ ہاں اگر وہ ڈاکٹر کے معنی اور اس کی حقیقت سے واقف ہوگا تو ضرور درست نتیجہ تک پہنچے گا۔ لہٰذا علم کی فضیلت سے پہلے فضیلت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ جاننا ضروری ہوگا۔

فضیلت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لغوی معنی: فضیلت "فضل" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہے زیادتی۔

اصطلاحی معنی: جب دو چیزیں کسی بات میں مشترک ہوں ۔ان میں سے ایک کسی اضافی بات کی وجہ سے خاص ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس سے افضل ہے۔ لیکن یہ اضافی بات ایسی چیز میں ہونی چاہیے جو اس کی صفت کمال ہو۔

ایک سادہ اور آسان مثال عرض کرتا ہوں تا کہ بات اچھی طرح سمجھ آجائے۔

مثال کے طور پر گھوڑے کو گدھے سے افضل کہا جاتا ہے اس لئے کہ گھوڑا اور گدھا بوجھ اٹھانے میں تو مشترک ہیں۔ لیکن حملہ کرنے، تیز دوڑنے اور سخت حملہ آور ہونے میں گدھا گھوڑے کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ ساری خوبیاں گھوڑے میں اضافی ہیں جن کی وجہ سے گھوڑا گدھے سے افضل ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے بعد یہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ علم کا مقابلہ اگر دیگر دوسرے اوصاف سے کیا جائے تو اس کی فضیلت نمایاں نظر آتی ہے۔ جس طرح دوسرے حیوانات کے مقابلے میں گھوڑے کی بڑائی نمایاں ہے۔ ہاں لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ گھوڑے کو فضیلت اضافی خوبیوں کی وجہ سے حاصل ہے مطلق فضیلت حاصل نہیں، جبکہ علم کو بذات اور مطلق فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے کہ علم اللہ عزوجل کا وصفِ کمال انبیاء کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوۃ والسلام کا شرف ہے لہٰذا علم کو بغیر کسی اضافت کے مطلقاً فضیلت حاصل ہے۔

علم کی اہمیت:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسولوں کی آمد کا مقصد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے

دوسرے مقام پر خالق کائنات نے انسانوں کی تخلیق کا مقصد

بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

اور ہم نے جِنّ اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ ہماری بندگی کریں۔

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسولوں کو بھیجنے اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد بیان فرمایا، تو دونوں سے اصل مقصد اللہ رب العزت کی معرفت ہے۔ کسی دانشور کا قول ہے کہ: علم کہتے ہی اسے ہیں جس سے اللہ رب العزت کی معرفت (پہچان) حاصل ہو۔

اب معرفتِ الٰہی دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے نظر و فکر سے یا عبادت و ریاضت سے، ان دونوں کا تعلق علم سے ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ معرفت الٰہیہ کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔

(مشکوۃ شریف باب العلم)

اس حدیث مبارک کی شرح میں عظیم محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ: اس حدیث مبارک میں علم سے مراد مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا۔ مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کا علم حاصل کرنا فرض عین ہے اور فتوی و اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچنا فریض کفایہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "اس حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثلاً جب مسلمان ہوا تو اس پر خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جاننا واجب ہوگیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہوگیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت ہوگیا تو اس پر نماز کے احکام کا جاننا واجب ہوگیا اور جب رمضان آگیا تو روزے کے احکام کا سیکھنا ضروری ہوگیا اور اگر مالک نصاب ہوگیا تو زکوۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہوگیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے پہلے مرگیا اور زکوۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہوگا اور جب عورت سے نکاح کیا تو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کا میاں بیوی سے تعلق ہے مسلمان پر جاننا واجب ہوجاتا ہے۔" وعلیٰ ہذا القیاس۔

عقلی دلیل:

اس دلیل کو سمجھنے سے پہلے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ ہمارے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، زبان اور جسم کے تمام اعضاء دل کے خادم اور تابع ہیں۔ دل ان میں تصرف کرتا ہے اور انہیں عمل میں لاتا ہے۔ تمام اعضاء فطرتاً اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کی نافرمانی و خلاف ورزی کی طاقت نہیں رکھتے۔ دل اگر آنکھ کو کھلنے کا حکم دے تو وہ کھل جاتی ہے، پاؤں کو حرکت کا حکم دے تو وہ حرکت کرتا ہے، زبان اس کے حکم سے کلام کرتی ہے۔ تمام اجزا کا یہی حال ہے۔ اعضاء اسی طرح دل کے تابع ہیں جس طرح فرشتے اللہ عزوجل کے فرمانبردار ہیں۔ کیونکہ فرشتوں کو بھی فطرتاً تابع و فرمانبردار پیدا کیا گیا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 10 پر

اسلام اور سائنس

مبشر ظہور 0313 6810083

اسلام لفظ "سلم " سے نکلا ہے جس کا معنی بچنے، محفوظ رہنے، مصالحت اور امن و سلامتی پانے کے ہیں. جب ہم اس سلم کو باب افعال پر لے جائیں تو اس کے تین معنی بنتے ہیں (1) خود امن وسکون پانا اور دوسروں کو امن وسکون دینا ماننا (2) تسلیم کرنا، جھکنا اور خود سپردگی و اطاعت اختیار کرنا (3) صلح و آشتی

سائنس لاطینی لفظ "scientia" سے ماخوذ ہے. جس کا معنی ہے (to know) جاننا عربی زبان میں قرون اولی میں سائنس جیسا کوئی لفظ موجود نہیں تھا کیوں کہ ان کے پاس اس کے لئے ایک لفظ موجود تھا "علم" جو کہ "scientia" کا معنی بھی ہے۔ جس کی جمع علوم آتی ہے۔ علم کا مطلب ہے۔ Knowledge معلومات، جاننا، معلوم کرنا۔ خلافت عثمانیہ میں ایک تفریق کی گئی دینی علوم کے لئے لفظ علم کو خاص کر دیا گیا اور سائنسی علوم کے لیے لفظ فن مخصوص کر دیا گیا۔

آج کی جدید سائنس (Modern Science) کی جو تعریف کی جاتی ہے وہ ہے

"The systematic study of natural world, experimentation, measurement and verification"(science & Islam A HISTORY by EHSAN MASOOD, Page 10)

اگر سائنس کے معنی جاننے کو لفظ اسلام کے معنی جھکنے (Bow) کے ساتھ ملا کر سمجھا جائے تو جو معنیٰ سامنے آتا ہے۔ (قدرت کے نظام کو جان کر اللہ کے حضور جھکنا) تو اس معنی میں سائنس ایک شخص کو عارف بنا دیتی ہے۔

قرآن عظیم میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ترغیب علم کے لیے ارشاد فرمایا:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۞ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۞

ترجمہ: اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں کے بھی اسی طرح مختلف رنگ ہیں، اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ سے ڈرتے ہیں، بیشک اللہ غالب ہے بہت بخشنے والا

(سورۃ نمبر 35 فاطر، آیت نمبر 28)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

ترجمہ: آپ کہیے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں، صرف عقل والے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

(سورۃ نمبر 39 الزمر آیت نمبر 9)

اس کے علاوہ قرآن پاک میں کم وبیش پنتالیس آیات ہیں جو مظاہر قدرت کے مطالعہ پر انسانی دماغ کو ابھارتی ہیں۔ اللہ تعالی نے یہ جہاں ہمارے لئے بنایا ہے تا کہ ہم اس کے احکام کی

بجاآوری کے ساتھ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اللہ کے احکامات کی بجاآوری کیسے کرنی ہے یہ ہمیں اسلام بتاتا ہے اور اس کی نعمتوں سے فائدہ کیسے حاصل کریں یہ ہمیں سائنس بتاتی ہے۔

اسلام اور سائنس میں کوئی مقابلیت (*Comparability*) نہیں اس کی وجہ ان کا دائرہ کار (Ambit) ہے۔ ان میں ایک بنیادی فرق ہے وہ یہ ہے کہ اسلام، دین اور اصول اسلام یقینی (*Sure thing*) اور قطعی ہیں. جبکہ سائنس ظنی ہے۔

ابن عربی اپنی کتاب **قانون وتاویل** میں فرماتے ہیں

"مسلمان اہل علم نے صرف قرآن مجید کے مطالعہ سے جو علمی اور ادبی علوم وفنون اخذ کیے ہیں۔ ان کی تعداد کم وبیش پینتیس ہے اور قرآنی علوم کی تعداد 77,450 ہے۔

جن میں مروّجہ وقدیمہ علوم دینیہ کے علاوہ سائنسی فنون بھی ہیں۔ جن میں علم النفسیات (*psychology*)، علم الطبعیات (*Physics*)، علم الطب (*Medical Science*)، علم الہیت (*Astronomy*)، علم الکیمیا (*Chemistry*)، علم الحیاتیات (*Biology*)، علم التخلیقات (*Cosmology*) اور علم الفلکیات شامل ہیں۔ جن کو اب جدید ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"قدرت الٰہی کی چھٹی نشانی آسمان وستاروں کی مملکت اور ان کے عجائب میں ہے، اور پھر فرماتے ہیں عجائب میں تفکر کرنے کے لئے قرآن میں تنبیہ فرمائی گئی ہے آیت نمبر 32 سورہ انبیاء" (کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل ہفتم)

ان سائنسی علوم کے بارے میں کہ ان کو حاصل کرنے کا ثواب ہے۔ اس کے متعلق مفتی قاسم عطاری صاحب مدظلہ العالی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔

"علم جغرافیہ اور سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے۔ جب کہ نیت اچھی ہو جیسے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت یا اللہ تعالی کی عظمت کا علم حاصل کرنا مقصود ہو تب لیکن شرط یہ ہے کہ اسلامی عقائد کے خلاف نہ ہو"

(صراط الجنان، آل عمران، 190)

عظیم مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ (سورہ آل عمران کی آیت نمبر 123 کے تحت مسلمانوں کے ضعف پر گفتگو کرتے ہوئے) فرماتے ہیں:

"کہ اللہ نے اس آیت میں مسلمانوں کے لیے ذلت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور سورہ منافقون میں آیت نمبر 8 میں عزت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہاں ذلت سے مراد مادی ضعف ہے اور لفظ عزت سے مراد اللہ کی نظر میں معزز ہونا ہے یا دلائل اور معقولیت کے لحاظ سے مسلمانوں کے دین کا باقی ادیان پر غالب آنا ہے یا اللہ تعالی کی اطاعت کی شرط پر دنیا میں بھی مادی غلبہ پانا اور سرفرازی حاصل کرنا ہے۔"

اس سے آگے سورہ آل عمران کی آیت 123 ہی کے تحت فرماتے ہیں:

"دینی طور پر تو مسلمان غالب ہی ہیں اور رہیں گے۔ لیکن اب مسلمان مادی طور پر غربت کا شکار ہو چکے ہیں۔ کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے اجتماعی طور پر انحراف کیا إلا ماشاء الله رسول اللہ صلی اللہُ علیہ و سلم کی سنت پر عمل کرنے کو وہ عار سمجھنے لگے وہ میوزک اور راگ ورنگ میں ڈوب گئے اور مسلمان آپس میں افتراق وانتشار کا شکار ہو گئے اور مغربی تہذیب اپنانے کو باعث فخر سمجھنے لگے۔ سائنسی علوم اور عسکری تربیت حاصل کرنے کی بجائے تعیّشات اور تن آسانی میں مبتلا ہو گئے۔ مضاربت کے اصول وتجارت کرنے کی

بجائے سودی کاروبار اور جوئے سٹے کو اپنایا۔ نتیجۃً وہ معاشی طور پر اور معاشرتی طور پر بھی بدحالی کا شکار ہوئے اور اپنے وطن کے دفاع اس کی حفاظت کے قابل نہ رہے۔"

(تبیان القرآن، سورہ آل عمران، آیت نمبر 123)

فرماتے ہیں اب دنیا میں اپنی بقاء کے لیے ایٹمی طاقت بننا ضروری ہے۔ دشمنان اسلام سے مقابلہ اور جہاد کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ لیکن ہمارے طالب علم جدید ثقافت کے نام پر بین الاقوامی میدان میں ہیرو بننا چاہتے ہیں۔ ڈسکو، میوزک، لڑکے لڑکیاں مخلوط رقص اور اچھل کود کے شوز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ایسے میں مسلمانوں کے دل میں جذبہ جہاد کہاں سے پیدا ہوگا۔

(تبیان القرآن، سورۃ النساء، آیت نمبر 71)

تفسیر تبیان القرآن میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس وقت مسلمان بہت کمزور ہیں۔ اور مادی اسلحہ جو اس دور کی جنگیں ضروریات کے لیے کفیل ہے۔ وہ ان کے پاس نہیں ہے۔ تو اب ان کے لئے اللہ تعالی کی مدد کیوں نہیں آتی۔ اور ان کو کفار کے خلاف غلبہ کیوں نہیں مل رہا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیات صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اگر آج کا مسلمان اس کا ایمان بھی ایمان صحابہ جیسا پختہ اور ان کے اعمال بھی صحابہ کرام جیسے ہوں۔ تو یقیناً ان کو بھی مدد الٰہی حاصل ہوگی۔ اور وہ دنیا میں غالب ہوں گے اللہ تعالی نے دشمنان اسلام کے خلاف قوت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ سو ہم پر لازم ہے کہ ہم ایٹمی ہتھیار بنائیں اور اس کی قدرت حاصل کریں۔ وہ آلات حرب تیار کریں جو اس دور کی جنگوں کا تقاضا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم سائنسی علوم حاصل کریں اور مختلف سائنسی علم پر تحقیقات اور ان کے متعلق مقالے لکھیں۔ دنیا کی کسی اسلامی ملک میں علمی اور سائنسی تحقیقات نہیں ہوتیں۔ کسی اسلامی ملک میں صنعت وحرفت اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی نہیں ہوتی"

(تبیان القرآن سورہ محمد آیت نمبر 33)

آیات قرآنیہ اور اقوال سلف کو جاننے کے بعد مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دین کی ضروریات کو سیکھنے کے بعد علوم مروجہ پر اسلام اور اہل اسلام کی بھلائی کے لیے تحقیقات کریں بھائیوں کب تک ہم اغیار کی اشیاء استعمال کریں گے۔ ان کے لایعنی قسم کے نظریات اپنی قوم کو پڑھائیں گیں۔ سب جانتے ہیں کہ سائنس بذات خود اسلام یا مذھب مخالف نہیں۔ یہ تو دنیا کے عجائب کھولنے اللہ عزوجل کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔ اب کی جدید سائنس پر قابضین (*Occupieres*) اور اس کی باگ دوڑ ایسے ہاتھوں میں ہے جو اکثر عیسائیت اور دیگر ادیان باطلہ سے بیزار ہو کر ملحد (*Atheist*) بنے ہیں۔ اس لیے ان کا یہ نعرہ رہا ہے کہ سائنس اور مذہب جدا ہے۔ اگر آج مسلمان ہمت اور محنت کریں دینی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے خود تحقیق کے میدان میں آگے آئیں۔ تو نقشہ یکسر تبدیل ہوسکتا ہے پس ضرورت ہے تو درد دل رکھنے والے نوجوانوں کی جن کے دل کے اندر امت مسلمہ اور دین کا درد ہو جوان فنون کو سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

رحمت کے ستّر دروازے

صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

جو یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(اَلْقَوْلُ الْبَدِيْع، ص۲۷۷)

بیٹے کو نصیحت

انتخاب: محمد زین العابدین 03156422154

بیٹے کو نصیحت کرنے کے عنوان میں سب سے بڑی مثال حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی آتی ہے اللہ تعالی نے حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مکمل سورت نازل فرمائی ہے۔ اس میں آپ نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں فرمائی ہیں۔ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ عقلمند اور دانشور کی حیثیت سے مشہور تھے ان کی حکیمانہ باتوں کو اہل عرب بہت اہمیت دیتے تھے یہاں تک کہ اشعار میں شاعروں نے ان کا نام ایک حکیم کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالی ہمارے والدین کے ذریعے ہمیں نصیحت فرماتا ہے سب سے پہلے وہ نصیحتیں جو حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمائیں اور اللہ تعالی نے ان کو قرآن پاک کا حصہ بنایا۔

پہلی نصیحت: اے میرے بیٹے اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک بہت بھاری ظلم ہے۔

دوسری نصیحت: اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو اللہ تعالی سے چھپ نہیں سکتی بے شک اللہ تعالی باریک بین اور خبردار ہے۔

تیسری نصیحت: اے میرے بیٹے تو نماز قائم رکھنا اچھے کاموں کی نصیحت کرنا اور برے کاموں سے منع کرنا اور جو مصیبت تم پر آئے صبر کرنا یقین مانو یہ سب سے بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہیں۔

چوتھی نصیحت: لوگوں کے سامنے تکبر سے پیش نہ آنا اور زمین پر اکڑ کے نہ چلنا بے شک اللہ تعالی تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

پانچویں نصیحت: اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی آواز پست رکھنا بے شک بدترین آوازوں میں گدھوں کی آواز سب سے بدتر ہے۔

دوستو یہ وہ نصیحتیں ہیں جو حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو فرمائیں دیکھنے میں حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمایا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کا حصہ بنا کر قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے ہدایت کا نور بنا دیا۔

تفسیر قرطبی جلد 4 صفحہ نمبر 40 میں حضرت حکیم لقمان کی اور بھی کچھ نصیحتیں موجود ہیں۔

1۔ میرے بیٹے ذہانت وفراست میں مرغ تجھ سے بازی نہ لے جائے سحری کے وہ وقت اذان دے رہا ہو اور تو سو رہا ہو۔

2۔ میرے بیٹے زیادہ نہ ہنسنا بلاضرورت یہاں سے وہاں نہ پھرنا جس چیز سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس کے بارے میں دریافت مت کرنا اپنا مال دے کر دوسرے کے مال کی حفاظت نہ کرنا تیرا مال وہ ہے جو تو نے آگے بھیج دیا اور دوسرے کا مال وہ ہے جو بچ گیا۔

3۔ میرے بیٹے جو رحم کرتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے جو خاموش رہتا ہے وہ سلامتی پاتا ہے جو کلمہ خیر کہتا ہے فائدہ اٹھاتا ہے جو کلمہ شر کہتا ہے وہ گناہ پاتا ہے اور جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا وہ نادم ہوتا ہے۔

4۔ میرے بیٹے سونے کو آگ پر پرکھا جاتا ہے اور نیک بندے کو آزمائش کے ذریعہ پرکھا جاتا ہے اگر وہ اس پر خوش ہوتا ہے تو رب تعالی بھی اس پر خوش ہوتا ہے اگر وہ ناراض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے کیوں کہ جب اللہ تعالی کسی سے محبت کرتا ہے تو

اس پر آزمائش ڈالتا ہے۔

5۔ میرے بیٹے قرض لینے سے بچنا کیوں کہ اس سے دن ذلت میں اور رات پریشانی میں گزرتی ہے۔

6۔ میرے بیٹے مجھے بہت سے انبیاء کرام کی صحبتوں میں بیٹھنے کی سعادت ملی ہے جن سے میں نے چند نصیحتیں سیکھیں اور وہ یہ ہیں کہ نماز کی حالت میں اپنے دل پر نگاہ رکھی جائے۔

کھاتے وقت اپنے حلق کا خیال رکھا جائے۔

دوسروں کے گھر جاتے ہوئے اپنی نگاہ کی حفاظت کی جائے۔

اور لوگوں کے بیچ ہوتے ہوئے اپنی زبان کی حفاظت کی جائے۔

7۔ میرے بیٹے جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو وہ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو ہو سکتا ہے کبھی تمہارا دوست بھی تمہارا دشمن بن جائے۔

8۔ میرے بیٹے اگر کسی کے ساتھ دوستی کرنا چاہو تو پہلے اسے کسی بات پر غصہ دلا کر آزمالو اگر وہ غصے کی حالت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو پھر تو تمہاری دوستی کے قابل ہے ورنہ نہیں۔

9۔ میرے بیٹے اس قدر میٹھے مت بنو کہ لوگ تمہیں نگل جائیں اور اس قدر کڑوا بھی مت بنو کہ لوگ تمہیں تھوکیں لہذا میانہ روی اختیار کرو۔

10۔ میرے بیٹے علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ رہنے کی کوشش کرو تاکہ جب رحمت الٰہی کا نزول ہو تو اس میں سے کچھ تمہیں بھی حصہ مل جائے۔

قربانی

سوال: قربانی کی فضیلت اور باوجودِ اِستطاعت نہ کرنے کی کیا وعید ہے؟

جواب: (1): حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی، تو وہ آتشِ جہنّم سے حجاب (یعنی روک) ہو جائے گی۔

(2): فرمایا: اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس حاضر رہو کیونکہ اِس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اور اِستطاعت کے باوجود نہ کرنے والوں کے مُتعلق فرمایا:

(3): جس شخص میں قُربانی کرنے کی وُسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

سوال: قربانی کے وقت کیا نیّت ہونی چاہئے؟

جواب: ذبح کرتے وَقت یا اپنی قُربانی ہو رہی ہو اُس کے پاس حاضِر رہتے وَقت ادائے سنت کی نیّت ہونی چاہئے اور ساتھ ہی یہ بھی نیّت کرے کہ میں جس طرح آج راہِ خدا میں جانور قربان کر رہا ہوں، بوقتِ ضَرورت ان شاء اللہ اپنی جان بھی قربان کر دوں گا نیز یہ بھی نیّت ہو کہ جانور ذبح کر کے اپنے نفسِ اَمّارہ کو بھی ذبح کر رہا ہوں اور آئندہ گناہوں سے بچوں گا۔

سوال: کیا قربانی کے بجائے اُس کی رقم صدقہ کر دینا کافی ہو گا؟

جواب: قربانی کے وَقت میں قربانی کرنا ہی لازِم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی مَثَلاً بجائے قربانی کے بکرا یا اُس کی قیمت صَدَقہ (خیرات) کر دی جائے یہ ناکافی ہے۔

خلفائے راشدین

کاوش: حافظ محمد محسن رضا 03407723707

اللہ تعالی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایک ایسی اعلی خصوصیت سے نوازا کہ جس میں کوئی اور ان جیسا نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے دین متین کی سربلندی کے لیے خاص فرمالیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے انہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حمایت و نصرت کے لئے اور کفر کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے خاص فرمالیا تھا۔

ان پاک ہستیوں نے مسلمانوں کے لئے اور اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لیئے بہت سے شہروں کو فتح کیا۔

انہوں نے اپنے سینوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرامین کو محفوظ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان امت کے افضل ترین نفوس قدسیہ ہیں وہ نہایت پاکیزہ قلوب کے حامل تھے اللہ تعالی نے انہیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور دین متین کی خدمت و نصرت کا شرف عطا کیا اور اپنے کلام پاک میں ان کی تعریف و توصیف بیان فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بے شمار فرامین میں اپنے صحابہ کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

ان میں سے بعض احادیث مبارکہ صحابہ کرام کے عمومی فضائل بیان کرتی ہیں جبکہ دیگر احادیث مبارکہ وہ ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مخصوص طبقات کے فضائل بیان کرتی ہیں جیسا کہ انصار و مہاجرین اہل بدر اور خلفائے راشدین وغیرہ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ میرے بعد تم بہت زیادہ اختلاف پاؤ گے لہٰذا اس اختلاف و انتشار کے دور میں تم لوگ میری سنت کو لازم پکڑنا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو بھی اختیار کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر خلفائے راشدین کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنہیں اسلامی تاریخ کا سورج کہا جاتا ہے۔

ان کے بے شمار فضائل ہیں انہوں نے آپس میں امن و محبت کے ساتھ رشتہ داریاں قائم کیں دین اسلام کی سربلندی کے لیے قربانیاں پیش کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی جان و مال سب کچھ قربان کر دیا۔

ان پاک ہستیوں پر یا کسی بھی صحابی پر اگر کوئی تنقید کرتا ہے یا ان میں سے کسی کی توہین کرتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے تو وہ کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان
(اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اہتدیتم)
کے مطابق تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان عادل اور ستاروں کی مانند ہیں کیونکہ رات کے سخت اندھیرے میں ستارے انسان کو منزل کی جانب صحیح سمت کا تعین دیتے ہیں۔ اسی طرح گمراہی اور غفلت میں ڈوبے انسان کو صحابہ کرام کی زندگیاں قرآن و سنت، عشق رسول اور ہدایت کی روشنی کی سمت لے جاتی ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان امت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لیے نجات کا سبب ہیں لیکن تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے خلفائے راشدین کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے یہ ان نفوس قدسیہ کی ایمانی فضیلت اور ذات مصطفی ﷺ سے غیر معمولی وابستگی کی دلیل ہے ان مقدس خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی حقیقت آسمانِ رشد و ہدایت پر جگمگاتے ہوئے ستاروں کی سی ہے۔

ان کی سیرت مسلمانوں کے لئے بہترین اسوہ ہے کیونکہ ان کی زندگیاں قرآن وسنت اور عشق رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں۔

خلیفہ اول بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت وشان کا یہ عالم کہ خود سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

خلیفہ ثانی امیر المومنین فارق بین الحق والباطل فاتح بیت المقدس سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ وہ ہستی ہے کہ جن کی موافقت میں کلام الہی نازل ہوتا تھا اور خاتم النبیین ﷺ ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

خلیفہ ثالث زاہد و متقی باحیا و باصفا حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کی رفعت شان کا یہ عالم کہ انہوں نے بارہا زبان نبوت سے جنت کی نوید پائی اور جن کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہے۔

خلیفہ رابع شیر خدا فاتح خیبر مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے والیٔ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا اور جن کی ولایت کا انکار اعلان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔

قربانی Part 2

سوال: قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا شخص قربانی کا ثواب کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

جواب: حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان ﷫ فرماتے ہیں: جو قربانی نہ کر سکے وہ بھی اس عَشَرَہ (ذوالحجۃ الحرام کے ابتدائی دس ایام) میں حجامت نہ کرائے (بال و ناخن نہ کاٹے)، بقرہ عید کے دن بعد نمازِ عید حجامت کرائے تو ان شاء اللہ (قربانی کا) ثواب پائے گا۔

سوال: چاند نظر آنے سے قربانی کرنے تک ناخن اور بال نہ کاٹنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: جو امیر وُجوباً یا فقیر نفلاً قُربانی کا ارادہ کرے وہ ذوالحجۃ الحرام کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک ناخُن بال اور (اپنے بدن کی) مُردار کھال وغیرہ نہ کاٹے نہ کٹوائے تاکہ حاجیوں سے قَدْرے (یعنی تھوڑی) مُشابَہَت ہوجائے کہ وہ لوگ اِحرام میں حجامت نہیں کراسکتے اور تاکہ قربانی ہر بال، ناخُن (کے لیے جہنم سے آزادی) کا فِدیہ بن جائے۔ یہ حکم اِستِحبابی ہے وُجُوبی نہیں (یعنی واجِب نہیں مُستَحَب ہے)۔

سوال: صاحبِ نِصاب نہ ہونے کے باوجود کس شخص پر قربانی واجب ہے؟

جواب: جو شخص مالکِ نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی مَنّت مانی تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہے یا اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو اس جانور کی قربانی واجب ہے۔

سوال: کس صورت میں مالدار مالکِ نصاب پر قربانی واجب نہیں؟

جواب: مالدار مالکِ نِصاب اگر مسافر ہے تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب نہیں کیونکہ قربانی واجب ہونے کے لئے مقیم ہونا شرط ہے۔

قربانی کی فضیلت

انتخاب: حافظ محمد حسنین احمد گولڑوی 0341-4849009

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قران پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورہ الکوثر آیت:2 پارہ30:)

ترجمہ: پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے۔

سورۃ الانعام آیت 186 میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: اے محبوب فرمادیجئے بے شک میری نماز میری قربانی میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔

قربانی کا جانور اور اس کی ہر چیز حتیٰ کہ اس کا خون اور بال بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

سنن ابوداؤد، سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

قربانی کے دن اللہ کے نزدیک ابن آدم کا سب سے پسندیدہ عمل خون بہانا ہے اور وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، قربانی کے جانور کا خون گرنے سے پہلے مقام قبولیت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

قربانی کے جانور کے بال بھی معمولی فضیلت نہیں رکھتے بلکہ ان کے بالوں کے اندر بھی نیکیوں کے خزینے ہیں

کیونکہ سنن ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟

فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اون کے متعلق کیا حکم ہے؟

فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔اور حکم ہوا قربانی خوش دلی سے کرو یہ جہنم سے بچنے کا سبب ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس نے اللہ کی رضا کے لئے طالب ثواب ہو کر قربانی کی یہ قربانی اس کے اور جہنم کے درمیان حجاب بن جائے گی، بلکہ قربانی کے دن قربانی کے لیے مال خرچ کرنا بھی اللہ کی بارگاہ میں بہت پسندیدہ عمل ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مال عید کے دن قربانی کے لئے خرچ کیا گیا اللہ کی بارگاہ میں اس سے زیادہ کوئی مال پیارا نہیں۔

اور جو آدمی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

حدیث پاک میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جس میں وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

ایک اور جگہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم کے بدلے میں دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اس کے نامہ اعمال سے اس کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور جب وہ اس کے خریدنے کے متعلق جانور کے مالک سے گفتگو کرتا ہے تو وہ اس کی گفتگو کرنا اللہ تعالیٰ کی تسبیح بن جاتی ہے۔ اور جب وہ اس کی قیمت نقد ادا کرتا ہے تو اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں ۔ جب وہ اس جانور کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹاتا ہے۔ تو سطح زمین سے لے کر ساتویں آسمان تک تمام مخلوق اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتی ہے ۔۔ اور جب اس جانور کا خون زمین پر گرتا ہے تو اس خون کے ہر ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ دس دس فرشتے پیدا فرماتا ہے جو فرشتے قربانی کرنے والے کے لیے قیامت تک مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں ۔ اور جب وہ اس جانور کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو گوشت کی ہر بوٹی کے بدلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

قربانی Part 3

سوال: ابتدائے وقت میں وجوبِ قربانی کی شرائط نہیں پائی گئیں اور آخر وقت میں پائی گئیں تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

سوال: یہ ضَرور نہیں کہ دسویں ہی کو قربانی کر ڈالے، اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وَقْت میں جب چاہے کرے لہٰذا اگر ابتدائے وَقت میں اس کا اَہْل نہ تھا وُجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے اور آخرِ وَقْت میں (یعنی 12 ذُوالحِجّہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے) اَہْل ہو گیا یعنی وُجوب کے شرائط پائے گئے تو اُس پر واجِب ہو گئی اور اگر ابتدائے وَقْت میں واجِب تھی اور ابھی (قربانی) کی نہیں اور آخر وَقْت میں شرائط جاتے رہے تو (قربانی) واجِب نہ رہی۔

سوال: کیا پورے گھر کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی کفایت کر سکتی ہے؟

جواب: نہیں کر سکتی۔ بعض لوگ پورے گھر کی طرف سے صِرْف ایک بکرا قُربان کرتے ہیں حالانکہ بعض اَوقات گھر کے کئی اَفراد صاحِبِ نصاب ہوتے ہیں اور اِس بِنا پر ان ساروں پر قربانی واجِب ہوتی ہے ان سب کی طرف سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ ایک بکرا جو سب کی طرف سے کیا گیا کسی کا بھی واجِب ادا نہ ہوا کہ بکرے میں ایک سے زیادہ حصّے نہیں ہو سکتے کسی ایک طے شدہ فرد ہی کی طرف سے بکرا قربان ہو سکتا ہے۔

سوال: کس صورت میں عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے؟

جواب: قربانی کرتے وَقْت جانور اُچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مُضِر نہیں یعنی قربانی ہو جائے گی اور اگر اُچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہو گیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ کر لایا گیا اور ذَبْح کر دیا گیا جب بھی قربانی ہو جائے گی۔

نیت کی اہمیت

انتخاب: محمد عمر سلیمان مدنی قادری

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَ لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَءَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلَيْمَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

حضرت عمر بن خطاب سے (روایت ہے) کہا انہوں نے (کہ) میں نے سنا اللہ کے رسول (کو) فرماتے ہوئے اعمال نیت ہی کیساتھ (ہیں) اور ہر شخص کیلئے ہے وہ جسکی اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت تھی۔ اللہ کی طرف اور اسکے رسول (کی طرف) تو اسکی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت تھی دنیا کے لئے جس کو وہ حاصل کرے یا عورت (کی طرف) جس سے وہ نکاح کرے تو اس کی ہجرت (اسی کی) طرف ہے ہجرت کی اس نے جس کی طرف۔

بامحاورہ ترجمہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اعمال (کا ثواب) نیت ہی پر ہے ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ اور رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو جسے وہ حاصل کرے یا کسی عورت کی طرف ہو جس سے وہ نکاح کرے تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہے جسکی طرف اس نے ہجرت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخطاء والنسیان، الحدیث ۲۵۲۹، ج ۲، ص ۱۵۳)

وضاحت:

مصنفینِ حدیث عموماً اپنی کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تحصیلِ علم سے قبل نیت کی دُرستگی ضروری ہے۔

(ماخوذ از اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۵)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر ہی ہے، بغیر نیت کسی عمل پر ثواب کا استحقاق (یعنی حق) نہیں۔ اعمال عمل کی جمع ہے اور اس کا اطلاق اعضاء، زبان اور دل تینوں کے افعال پر ہوتا ہے اور یہاں اعمال سے مراد اعمالِ صالحہ (یعنی نیک اعمال) اور مباح افعال ہیں۔ اور نیت لغوی طور پر دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے

یاد رکھئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مقصودہ: جیسے نماز، روزہ کہ ان سے مقصود حصولِ ثواب ہے انہیں اگر بغیر نیت ادا کیا جائے تو یہ صحیح نہ ہوں گے اس لئے کہ ان سے مقصود ثواب تھا اور جب ثواب مفقود ہو گیا تو اس کی وجہ سے اصل شے ہی ادا نہ ہوگی۔

(۲) غیر مقصودہ: وہ جو دوسری عبادتوں کے لئے ذریعہ ہوں جیسے نماز کے لئے چلنا، وضو، غسل وغیرہ۔ ان عباداتِ غیر مقصودہ کو اگر کوئی نیتِ عبادت کے ساتھ کریگا تو اسے ثواب ملے گا اور اگر

بلانیّت کریگا توثواب نہیں ملے گا مگر ان کا ذریعہ یا وسیلہ بننا اب بھی درست ہوگا اوران سے نماز صحیح ہوجائے گی۔
(ماخوذ از نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ا، ص ۲۲۶)

ایک عمل میں جتنی نیّتیں ہوں گی اتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، مثلاً محتاج قرابت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لوجہ اللہ (یعنی اللہ عزوجل کے لئے) دینے کی ہوگی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلہِ رحمی کی نیّت بھی کرے گا تو دوہرا ثواب پائے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج ا، ص ۳۶)

اسی طرح مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی ایک عمل ہے اس میں بہت سی نیّتیں کی جاسکتی ہیں، امامِ اہلسنّت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 673 میں اس کے لئے چالیس نیّتیں بیان کیں اور فرمایا: بے شک جو علمِ نیّت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے۔ بلکہ مباح کاموں میں بھی اچھی نیت کرنے سے ثواب ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنت، تعظیمِ مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے مسلمان بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت کا الگ ثواب ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات، ج ا، ص ۳۷)

سوال: کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔

سوال: انبیا کی تعداد کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: انبیا کی تعداد مُعَیَّن کرنا جائز نہیں کیونکہ ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں اگر مخصوص تعداد پر ایمان رکھا تو اس بات کا امکان ہے کہ کسی نبی کی نبوّت کا انکار ہوجائے یا کسی غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

آپ بھی جانئیے؟

نبوّت

سوال: انبیاء ورُسُل علیہم السَّلَام کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد بیان کیجئے؟

جواب: اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے پیغمبروں اور رسولوں کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے احکام اس کی مخلوق تک پہنچائیں۔

سوال: کیا عبادت و ریاضت کے ذَریعہ منصبِ نبوّت حاصل کیا جاسکتا ہے؟

جواب: نبوّت کسبی نہیں۔ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ اسے ہرگز حاصل نہیں کرسکتا بلکہ یہ محض عطائے الٰہی ہے۔

سوال: جو شخص منصبِ نبوّت کو کسبی مانے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو نبوت کو کسبی مانے (یعنی یہ عقیدہ رکھے) کہ آدمی اپنے کَسب و ریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔

سوال: کیا جن یا عورت بھی نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں؟

جواب: جی نہیں! انبیا سب بشر اور مرد تھے، نہ کوئی جِن نبی ہوا اور نہ ہی عورت۔

سوال: کیا رسولوں کے پاس اپنی رسالت کی کوئی دلیل ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں! رسولوں کے پاس اپنی رسالت کی دلیل ہوتی ہے جسے معجزہ کہتے ہیں۔

سوال: مَعْصُوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو اور اس وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

سوال: مَعْصُوم ہونا کن کی خُصوصیّت ہے؟

جواب: مَعْصُوم ہونا انبیا اور فرشتوں کا خاصہ ہے یعنی نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

جنتی لاٹھی

انتخاب: ثناءاللہ قادری 0347-1378511

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ مقدس لاٹھی ہے جس کو (عصاءموسی) کہتے ہیں اس کے ذریعے آپ بہت سے معجزات کاظہور ہوا جن کو قرآن مجید نے مختلف عنوانوں کے ساتھ بار بار ذکر فرمایا۔

اس مقدس لاٹھی کی تاریخ بہت قدیم ہے جو اپنے دامن میں سینکڑوں اُن تاریخی واقعات کو سمیٹے ہوئے ہے جن میں عبرتوں اور نصیحتوں کے ہزاروں نشانات ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں جن سے اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور ملتا ہے۔

یہ لاٹھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبی تھی۔ اور اس کے سر پر دو شاخیں تھیں جو رات میں مشعل کی طرح روشن ہو جایا کرتی تھیں ۔ یہ جنت کے درخت پیلو کی لکڑی سے بنائی گئی تھی اور اس کو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ حضرت سید علی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ۔

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عود (خشبودار لکڑی) حضرت موسی علیہ السلام کا عصا جو عزت والی پیلو کی لکڑی کا تھا، انجیر کی پتیاں، حجر اسود جو مکہ معظّمہ میں ہے اور نبی معظم حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی یہ پانچوں چیزیں جنت سے اتاری گئیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد یہ مقدس عصاء حضرت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو یکے بعد دیگر بطور میراث ملتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا جو" (قوم مدین) کے نبی تھے جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے ہجرت فرما کر مدین تشریف لے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاجزادی حضرت بی بی صفوراء رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح فرمادیا۔ اور آپ دس برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر آپ کی بکریاں چراتے رہے۔ اُس وقت حضرت شعیب علیہ السلام نے حکم خداوندی کے مطابق آپ کو یہ عصاء عطا فرمایا۔

پھر جب آپ اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لے کر مدین سے مصر اپنے وطن کے لئے روانہ ہوئے۔ اور وادی مقدس مقام (طُوی) میں پہنچے تو اللہ تعالی نے اپنی تجلی سے آپ کو سرفراز فرما کر منصب رسالت کے شرف سے بلند فرمایا۔ اُس وقت حضرت حق جل مجدہ نے آپ سے جس طرح سے کلام فرمایا قرآن مجید نے اُس کو اس طرح بیان فرمایا کہ

ترجمہ کنزالایمان: (اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اے موسی عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔)

دوسرے کاموں کی تفسیر میں حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ فرمایا کہ مثلاً

{1} اس کو ہاتھ میں لے کر اس کے سہارے چلنا۔

{2} اُس سے بات چیت کر کے دل بہلانا۔

{3} دن میں اُس کا درخت بن کر اس کا سایہ کرنا۔

{4} رات میں اس کی شاخوں کا روشن ہو کر روشنی دینا۔

بقیہ صفحہ نمبر 29 پر

بربادی کی وجہ؟ دین سے دوری۔۔۔

محمد عبدالواحد سیالوی 0345-0622650

اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۱۶۹)

ترجمہ: وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دے گا۔

شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو برائی کی طرف بلائے، یونہی بے حیائی کے کام گانے، باجے، فلمیں، ڈرامے، ناچ، مُجرے، بدنگاہی، فحش گفتگو، گندی باتیں، ناجائز تعلقات، بری نیت سے دیکھنا، چھونا، بدکاری وغیرہ گناہوں کی طرف بلانا شیطان کا کام ہے۔افسوس کی بات ہے کہ آج کل ان برائیوں میں سے بہت سی چیزوں کی طرف بلانے میں گھر والوں اور دوست احباب، گھر، بازار، معاشرہ، افسر وغیرہ کا تعاون یا ترغیب ہوتی ہے۔

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَاؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(۲۸)

ترجمہ: اور جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی پر پایا تھا اور اللہ نے (بھی) ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔(اے حبیب!) تم فرماؤ: بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں (کنزالعرفان)

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۷۱)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔(کنزالعرفان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مومنات کے پانچ اَوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(1)......وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

(2)......بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

(3)......نماز قائم کرتے ہیں۔

(4)......زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(5)......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا حکم مانتے ہیں۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا:

اس آیت میں ایمان والوں کا ایک وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ اس پر بحث نہیں کرتے۔ فی زمانہ اس کام کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ آج کل کے مسلمانوں میں اکثریت بے عملی کا شکار ہے، نیکیاں کرنا، نفس کے لئے بے حد دشوار جبکہ گناہ کا اِرتکاب کرنا بہت آسان ہو چکا ہے، مسجدوں کی ویرانی، سینما گھروں اور ڈرامہ

گاہوں کی رونق، دین کا درد رکھنے والوں کو رُلا دیتی ہے، ڈش انٹینا اور کیبل کے ذریعے ٹی وی اور انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرنے والوں نے گویا اپنی آنکھوں سے حیا دھو ڈالی ہے، ضروریات کی تکمیل اور سہولیات کے حصول کی حد سے زیادہ جدو جہد نے مسلمانوں کی بھاری تعداد کو آخرت کی فکر سے غافل کر دیا ہے، گالی دینا، تہمت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چغلی کرنا وغیرہ۔ تمام برے اعمال میں مسلمان مشغول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (کنز العرفان)

''وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ''

کے تحت بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے اسلام کا سبب بنی، آپ (حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا۔ اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف آ ہی گئی۔ یہ آیت اپنے حسنِ بیان اور جامعیت کی وجہ سے ہر خطبہ کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ (مدارک، النحل، تحت الآیۃ: ۹۰، ص ۶۰۶، ملخصاً)

حدیث مبارک:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی پر اس کے زنا کا حصہ لکھا ہے۔ جسے وہ یقیناً پائے گا۔ لہذا آنکھ کا زنا نظر بد ہے اور زبان کا زنا گفتگو ہے، دل تمنا اور خواہش کرتا ہے شرمگاہ اس خواہش کو سچا جھوٹا کر دیتی ہے۔ (مسلم، بخاری)

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اولاد آدم پر زنا کا حصہ لکھا جا چکا ہے۔ جسے وہ یقیناً پائے گا آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا اور زبان کا زنا گفتگو ہے، ہاتھ کا زنا چھونا، پکڑنا، پاؤں کا زنا قدم سے چلنا، دل چاہتا ہے اور تمنا کرتا ہے شرمگاہ اسے سچا جھوٹا کر دیتی ہے۔

آج کے دور میں موبائل کا استعمال بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اگر صحیح طریقہ کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت فائدہ مند ہے۔ مگر بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کو موبائل، ٹی وی، نیٹ وغیرہ کے ذریعے ہمارا دشمن ہمارے دلوں سے جذبہ ایمانی نکال رہا ہے مثال کے طور پر جو ٹائم ایک مسلمان قرآن کو دیتا تھا، وہ موبائل کو دے رہا ہے ٹی وی تقریباً ہر گھر میں عام ہو گیا ہے۔ جس پر ڈرامے باپ، بیٹا، بہن، بھائی، ماں، بیٹی، بہو وغیرہ۔ تمام مل کر دیکھتے ہیں جس کا نقصان یہ ہے کہ عزت نفس مجروح ہو گئی۔ بیٹے کو باپ کی تمیز نہیں، بیٹی کو ماں کی تمیز نہیں، بہو ساس کی تمیز نہیں، جب فحاشی کو مل کر دیکھ رہے ہیں تو ہماری عزتیں کیسے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اپنی نگاہ کو جھکا کر چلیں جب ہم اپنی نگاہوں کو جھکا کر چلیں گے تو گناہ کا تصور ہی نہیں پیدا ہو گا کیوں کہ گناہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ اس چیز کو دیکھنے سے جو دل

میں حسرت آتی ہے وہ حسرت ہمیں گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔تو بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے دلوں کو اس حسرت سے بچائیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو برے کاموں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور برائی سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

بقیہ جنتی لاٹھی

{5} اُس سے دشمنوں، درندوں اور سانپوں، بچھوؤں کو مارنا۔
{6} کنوئیں سے پانی بھرنے کے وقت اس کا رسی بن جانا اور اس کی شاخوں کا ڈول بن جانا۔
{7} بوقت ضرورت اُس کا درخت بن کر حسب خواہش پھل دینا۔
{8} اس کو زمین میں گاڑ دینے سے پانی کا نکل پڑنا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مقدس لاٹھی سے مذکورہ بالا کام نکالتے رہتے مگر جب آپ فرعون کے دربار میں ہدایت فرمانے کی غرض سے تشریف لے گئے اور اُس نے آپ کو جادوگر کہہ کر جھٹلایا تو آپ کے اس عصا کے ذریعہ بڑے بڑے معجزات کا ظہور شروع ہوگیا، جن میں سے تیں معجزات کا ذکر بار بار قرآن مجید نے فرمایا ہے۔

قربانی Part 4

سوال: کس صورت میں قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا؟

جواب: قربانی اگر منّت کی ہے تو اُس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اَغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے، وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ یونہی اگر میّت نے قربانی کی وصیّت کی تھی تو اَب بھی اس میں سے نہ کھائے بلکہ سارا گوشت صدقہ کردے۔

سوال: اپنی قربانی کی کھال بیچنا کیسا ہے؟

جواب: یہاں نیّت کا اعتِبار ہے۔ اگر اپنی قربانی کی کھال اپنی ذات کے لیے رقم کے عِوَض بیچی تو یوں بیچنا بھی ناجائز ہے اور یہ رقم اِس شخص کے حق میں مالِ خَبیث ہے اور اس کا صَدَقہ کرنا واجِب ہے لہٰذا کسی شَرعی فقیر کو دیدے اور توبہ بھی کرے اور اگر کسی کارِ خیر کے لیے مَثَلاً مسجِد میں دینے ہی کی نیّت سے بیچی تو بیچنا بھی جائز ہے اور اب مسجِد میں دینے میں کوئی حَرَج (بھی) نہیں۔

آپ بھی جانئے؟

جنت

سوال: حوضِ کوثر اِس وقت کہاں ہے اور قیامت کے دن کہاں ہوگا؟

جواب: حوضِ کوثر ابھی جنت میں ہے لیکن قیامت کے دن اسے میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔

سوال: وہ پانچ نہریں کونسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جنّت سے جاری فرمایا ہے؟

جواب: (1) سَیحُون (2) جیحون (3) دِجلہ (4) فُرات (5) نیل

وظائف کی دنیا

محمد عرفان علی شاہد صاحب

تنہائی میں ڈر لگتا ہو تو

وظیفہ: یَاوَاحِدُ

فضیلت: جو شخص ان کلیمات کو ایک ہزار ایک مرتبہ (1001) تنہائی میں پڑھ لے تو اس کے دل سے خوف چلا جائے گا۔

اگر کسی کو نظر لگ جائے تو نظر اتارنے کے لیے

وظیفہ: وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

فضیلت: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کسی کو نظر لگ جائے تو دو آیات کو تین تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

بیماری سے شفا کے لیے

وظیفہ: یَاسَلَامُ

فضیلت: یہ کلمات 100 مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا حاصل ہوگی۔

رتبہ میں بلندی کے لئے

وظیفہ: اَلْعَلِیُّ

فضیلت: جو شخص اس اسم کو 313 مرتبہ پڑھے گا اس سے بلند مرتبہ اور خوشحالی نصیب ہوگی۔

مشکل اسان کرنے کے لیے

وظیفہ: یَاقَادِرُ

فضیلت: جو شخص مشکل کے وقت 41 مرتبہ پڑھے گا اس کی مشکل آسان ہوجائے گی۔

اولاد نرینہ کے لیے

وظیفہ: یَابَارِیُّ

فضیلت: جو شخص ہر جمعہ کو دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھے گا اس کو بیٹا عطاء ہوگا۔

دعا کی قبولیت کے لیے

وظیفہ: یَاوَھَّابُ

فضیلت: جو شخص روزانہ سات مرتبہ (7) ان کلمات کو پڑھے گا اس کی ہر جائز دعا قبول ہوگی۔

جادو ٹونے سے حفاظت کے لیے

وظیفہ: یَامُمِیْتُ

فضیلت: جو شخص روزانہ سات مرتبہ (7) ان کلمات کا ورد رکھے گا جادو ٹونے سے محفوظ رہے گا۔

اچانک موت سے محفوظ رہنے کے لیے

وظیفہ: یَابَصِیْرُ

فضیلت: جو شخص روزانہ سات مرتبہ (7) نمازِ عصر اور مغرب کے درمیان پڑھے گا وہ چانک موت سے محفوظ رہے گا۔

مرگی کے علاج کے لیے

وظیفہ: اگر کسی شخص کو مرگی کا دورہ پڑ جائے اور وہ بے ہوش ہو جائے تو اس کے سیدھے کان میں اذان اور الٹے کان میں اقامت سات بار کہی جائے تو ہوش آجائے گا۔

امتحان میں کامیابی کے لیے

وظیفہ: یَاحَسِیْبُ

فضیلت: اگر کسی طالب علم کو امتحان کا نتیجہ برا آتا معلوم ہو تو گیارہ سو گیارہ (1111) مرتبہ تین دن تک ایک وقت میں باوضو قبلہ رو ہو کر پڑھے انشاء اللہ نتیجہ حسب مراد آئے گا۔

نوکری نہ ملتی ہو تو

وظیفہ: یَااللّٰہُ یَابَاسِطُ

فضیلت: روزانہ 313 مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ اچھی نوکری ملے گی۔

نوٹ: تمام وظائف کرنے والے لوگ فرائض کے پابند ہوں، ہر عمل کو پڑھتے وقت اتنی آواز ہو کے اپنے کان سنے، ہر عمل کے اول آخر میں گیارہ مرتبہ درود وسلام پڑھنا ضروری ہوگا۔